وَمَنْ يُّطِعِ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ فَقَدْ فَازَ فَوْزًا عَظِيْمًا

اور جو اللہ اور اس کے رسول کی فرمانبرداری کرے اس نے بڑی کامیابی پائی

ترجمانِ اہلسنت

شعبہ نشر و اشاعت مرکزی جماعت اہلسنت (رجسٹرڈ) پاکستان

Marfat.com

Marfat.com

سلسلہ نمبر ۱۲

دینی، تبلیغی اور اصلاحی کتابچہ

ذخیرہ

ترجمان

اہلسنت

مرکزی دفتر

دارالعلوم امجدیہ، عالمگیر روڈ کراچی

صدر دفتر

مسجد قصابان، صدر کراچی

قیمت فی پرچہ ۳۰ پیسے زرسالانہ ۳ روپے

ٹیلیفون ـــ ۴۲۳۵۴

مطبوعہ:۔ مشہور آفسٹ پریس کراچی،

Marfat.com

59501

توجہ فرمائیں

آپ کا سالانہ چندہ اس ماہ ......

ہوگیا ہے۔ سال آئندہ کے لئے چندہ

ارسال فرما کر اس تبلیغی کام میں

حصہ لیں۔

Marfat.com

1617

اس شمارے میں!

مومن کی پہچان

از: محمد زاھد بی کام

اسلام کا اقتصادی نظام

از: مفتی سید شجاعت علی قادری

حکایات

از: محمد یونس امجدی

اسلام میں مسجد کی حیثیت

تحریر: مفتی سید شجاعت علی قادری

مزدور کو سوشلزم کا فریب

ادارہ

کلیلہ و دمنہ (بچوں کے لئے)

ادارہ

Marfat.com

مومن کی پہچان

از :- محمد زاہد، بی کام - سٹی کالج
ناظم آباد کراچی

جب بہت سے لوگ اس کے ساتھ جا رہے تھے تو اس نے پھر کر ان سے کہا اگر کوئی میرے پاس آئے اور اپنے باپ اور ماں اور بیوی اور بچوں اور بھائیوں اور بہنوں بلکہ اپنی جان سے بھی دشمنی نہ کرے تو میرا شاگرد نہیں ہو سکتا کیونکہ تم میں سے ایسا کون ہے کہ جب وہ برج بنانا چاہے تو پہلے بیٹھ کر لاگت کا حساب نہ کرے کہ آیا میرے پاس اس کے تیار کرنے کا سامان ہے یا نہیں۔ ایسا نہ ہو کہ جب نیو ڈال کر تیار نہ کر سکے تو سب دیکھنے والے یہ کہہ کر اس پر ہنسنا شروع کر دیں کہ اس شخص نے عمارت تو شروع کی مگر تکمیل نہ کر سکا یا کون ایسا بادشاہ ہے جو دوسرے بادشاہ سے لڑنے جاتا ہو اور پہلے بیٹھ کر مشورہ نہ کرے کہ آیا میں دس ہزار سے اس کا مقابلہ کر سکتا ہوں یا نہیں، جو بیس ہزار لے کر مجھ پر چڑھ آتا ہے۔ نہیں تو جب وہ ہنوز دور ہی ہے ایلچی بھیج کر شرائط صلح کی درخواست کرے گا پس اس طرح تم میں سے جو کوئی اپنا سب کچھ ترک نہ کرے وہ میرا شاگرد نہیں ہو سکتا نمک اچھا تو ہے لیکن اگر نمک کا مزہ جاتا رہے تو وہ کس چیز سے مزیدار کیا جائے

گا نہ وہ زمین کے کام کا رہا نہ کھاد کے لوگ اسے باہر پھینک دیتے ہیں جس کے کان سننے کے ہوں وہ سن لے۔ (لوقا باب ۱۴ آیت ۲۵ تا ۳۵)

رشتہ داروں اور اپنی جان سے دشمنی کا مفہوم انجیل کی دوسری آیتوں سے واضح ہے۔

ترجمہ:۔ جو کوئی باپ یا ماں کو مجھ سے زیادہ عزیز رکھتا ہے وہ میرے لائق نہیں اور جو کوئی بیٹی یا بیٹے کو مجھ سے زیادہ عزیز رکھتا ہے وہ میرے لائق نہیں اور جو کوئی اپنی جان بچاتا ہے اسے کھوئے گا اور جو کوئی میری خاطر اپنی جان کھوتا ہے اُسے بچائے گا" (متی باب ۱۰)

یہ کلمات آج سے دو ہزار سال پہلے حضرت عیسٰی علیہ السلام کی زبانِ مبارک سے نکلے تھے ان کلمات میں کوئی کلمہ ایسا نہیں جس کی تصدیق و تائید کتاب و سنت میں موجود نہ ہو یہ بعینہٖ وہ کلمات نہیں ہیں جو حضرت عیسٰی نے کہے ہوں بلکہ یہ ان کا ترجمہ ہے اور جب یہ ترجمہ اتنا مؤثر ہے تو اسی سے اندازہ لگانا چاہیئے کہ اصل کلمات میں کتنی تاثیر ہوگی ان کلمات کو پڑھتے ہوئے ایسا محسوس ہوتا ہے کہ ان کے مخاطب حضرت عیسٰی کے شاگرد نہیں بلکہ ہم خود ہیں اخلاق وکردار کی تعمیر کے لئے انبیاء علیہم السّلام نے جو تعلیم دی ہے وہ وقت اور زمانے کی قید سے بلند ہے اس کی وجہ یہ ہے کہ اس تعلیم کا اصل سرچشمہ ان کا اپنا علم اور ان کی اپنی ذات نہیں بلکہ وہ ایک ایسی علیم وخبیر ہستی کے پیغام کی ترجمانی ہے جو انسان کے خالق اور اسکی فطرت سے آگاہ ہے انسان کی فطرت حضرت آدم کے وقت سے اس عہد تک نہیں بدلی اور نہ قیامت تک بدل

Marfat.com

سکتی ہے۔ ہم توریت اور انجیل و زبور پڑھیں یا قرآن ان میں ہم بنیادی عقائد میں
کوئی فرق نہیں پاتے اور نہ ہم ان کلی اور اصولی ہدایات میں جو ان عقائد کے لازمی
تقاضے ہیں کوئی اختلاف پاتے ہیں آج پوری امت مسلمہ عقائد و خیالات اور اخلاق
و کردار کے لحاظ سے جس مقام پر ہے ہم ضرورتاً اس کا جائزہ لیتے ہی رہتے ہیں۔ لیکن
ہمیں اس سے پوری طرح چوکنا رہنا چاہیئے کہ دوسروں کے جائزے کو کافی سمجھ کر ہم اپنے
احتساب و جائزے سے غافل نہ ہو جائیں اپنے ذاتی احتساب کو ہمیں اولین اہمیت
دینی چاہیئے کسی رجمنٹ کا ہر سپاہی بحیثیت فرد اپنی سپاہیانہ ذمہ داریاں ادا نہ
کرے تو پوری رجمنٹ بحیثیت جماعت اپنی ذمہ داریوں کی تکمیل نہیں کر سکتی جماعتی
اخلاقِ کردار دراصل انفرادی اخلاق و کردار کا نتیجہ ہوتا ہے کوئی جماعت اگر من
حیثیت الجماعۃ اپنے اخلاق و کردار میں بودی اور کمزور ہے تو سمجھ لینا چاہیئے
کہ جن افراد سے مل کر وہ مجموعہ بنا ہے وہی بودے اور کمزور ہیں اس ذاتی احتساب
میں امیر و مامور کے درمیان کوئی فرق نہیں۔ امیر کو اپنے منصب اور ذمہ داریوں
کے لحاظ سے اپنا احتساب کرنا چاہیئے اور مامور کو اپنی ذمہ داریوں کے لحاظ سے
اپنا جائزہ لینا چاہیئے۔ انبیاء کرام کی بعثت ہمیشہ اس لئے ہوتی رہی ہے کہ باطل کو مٹا کر
اس کی جگہ حق کو قائم کریں یہ کوئی آسان کام نہیں اس مہم کو سر کرنے کے لئے ایسے
افراد کی ضرورت ہے جو اخلاق و کردار کے لحاظ سے انتہائی مضبوط ہوں اور وہ
سب مل کر سیسہ پلائی ہوئی دیوار بن جائیں یہی وجہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے بواسطہ
انبیاء مدعیان ایمان سے جو مطالبہ کیا ہے وہ محض اتنا نہیں ہے کہ حق کو خود قبول
کر لیں اور دوسروں تک اپنی زبان سے حق کی دعوت پہنچا دیں۔ بلکہ ان سے

Marfat.com

مطالبہ یہ ہے کہ وہ بغیر کسی استثنار کے اپنا سب کچھ اس راہ میں قربان کر دیں نہ وطن کی محبت حائل ہو نہ خونی رشتے مانع ہوں نہ مال و دولت رہزن بنے اور نہ اپنی جان حارج ہو۔ جب تک کوئی شخص اس سرفروشی وجاں بازی کے ساتھ حق کو قبول نہیں کرتا اور کامل سپردگی کے ساتھ نبی کی رفاقت اختیار نہیں کرتا وہ فی الواقع نبی کا ساتھی ہی نہیں۔ اس کا رفیق ہی نہیں۔ حضرت عیسٰی علیہ السلام کے جو کلمات اوپر نقل ہوئے ہیں ان میں سے ہر کلمے کو اپنے سامنے رکھئے اور دیکھیے کہ وہ اپنے شاگردوں اور ساتھیوں سے کن چیزوں کا مطالبہ کر رہے ہیں اور انہیں کس رنگ میں رنگا ہوا دیکھنا چاہتے ہیں انہوں نے برج اور عمارت اور ایک بادشاہ سے دوسرے حملہ آور بادشاہ کی جنگ وصلح کی جو تمثیل پیش کی ہے وہ ایک طرف اخلاق وکردار کی صلابت واستحکام کا نقشہ سامنے لاتی ہے اور دوسری طرف انبیاء کرام کے مقصدِ بعثت کی طرف اشارہ کرتی ہے یہ نہ سمجھے کہ حضرت عیسٰی نے اپنی بعثت کی طرف محض تمثیل اور اشارہ میں ہی بیان فرمایا ہے بلکہ ہمیں اس انجیل میں بھی جسے اس کے ماننے والوں نے بدل ڈالنے کی کوشش کی ہے مقصد بعثت کی طرف واضح نشان وہی ملتی ہے ایک بار انہوں نے فرمایا:۔

> یہ نہ سمجھو کہ میں صلح کرانے آیا ہوں۔ صلح کرانے نہیں تلوار چلانے آیا ہوں کہ آدمی کو اس کے باپ سے اور بیٹی کو اس کی ماں سے اور بہو کو اس کی ساس سے جدا کر دوں اور آدمی کے دشمن ——— اس کے گھر ہی کے لوگ ہوں گے۔ (متی باب ۱)

اس واضح فرمان کی موجودگی میں حیرت ہے کہ کس طرح ان کے ماننے والوں

نے ان کے مقصد بعثت کو دنیا کی نگاہوں سے چھپانے کی کوشش ہے اور ان کو محض محبت کا مبلغ ثابت کرنا چاہا ہے بہرحال یہ الگ بحث ہے میں یہاں یہ کہنا چاہتا ہوں کہ جب تک اس سانچے میں نہ ڈھل جائے اور خدا کاری وجاں نثاری اس مقام پہ نہ پہنچ جائے جس کی نشان دہی حضرت عیسیٰ کی ربانی تعلیم نے کی ہے انبیاء کے مشن کی تکمیل نہیں ہوسکتی اب آیئے ہم میں کا ہر شخص اس مطالبہ کی روشنی میں اپنا اپنا جائزہ لے کر دیکھے کہ وہ کتنے پانی میں ہے خدانخواستہ ایسا تو نہیں کہ ہم تَامُرُوْنَ النَّاسَ بِالْبِرِّ وَتَنْسَوْنَ اَنْفُسَکُمْ (تم لوگوں کو نیکی کا حکم دیتے ہو اور اپنے آپ کو بھول جاتے ہو) کے مصداق بن گئے ہوں یا بننے جارہے ہوں مجھے اس بات کا اطمینان ہے کہ آپ کو یہ خطرہ نہ گزرے گا کہ یہ تو حضرت عیسیٰ کا مطالبہ ہے جو انہوں نے اپنے شاگردوں سے کیا تھا۔ ہم اس کے مخاطب کب ہیں؟ اس لئے کہ اللہ تعالیٰ نے سیدنا محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان مبارک سے بھی انہیں مطالبوں کو بہ تمام وکمال دہرایا ہے۔ کتاب وسنت میں بغیر شائبہ ابہام۔ پوری وضاحت اور شدید تاکید کے ساتھ یہ مطالبات ہم سے کئے گئے ہیں۔ انجیل کے کلمات تو محض تائید کے لئے پیش کئے گئے ہیں ورنہ ہم ان کے محتاج نہیں ہیں۔ کتاب وسنت میں نوع بہ نوع انداز سے ہمیں ان مطالبات کی اتنی تکرار ملتی ہے کہ ان سب کو یکجا کرنا آسان کام نہیں یہاں سورۂ احزاب سورۂ توبہ۔ سورۂ انفال کی چند آیتوں کی طرف اشارہ کرنا کافی ہے۔ سورۂ احزاب میں فرمایا گیا ہے۔ اَلنَّبِیُّ اَوْلٰی بِالْمُؤْمِنِیْنَ مِنْ اَنْفُسِھِمْ (نبی مومنوں سے خود ان کی جانوں سے زیادہ قریب اور مستحق اطاعت ہے) قرآن کے اس ایک جملہ نے نبی کریم اور آپ کے ماننے

Marfat.com

والوں کے متعلق کو واضح کر دیا ہے اور حضور کے کلمات نے اس ایک جملے کی مزید تفصیل و تشریح کی ہے :۔" میں ہر مومن سے تمام لوگوں کے مقابلے میں سب سے زیادہ قریب ہوں دنیا میں بھی اور آخرت میں بھی اگر تم چاہو تو اس کی تصدیق کے لئے : النبی اولیٰ بالمومنین من انفسھم کا قرآنی جملہ پڑھ لو (بخاری و مسلم) ایک دوسرے موقع پر فرمایا تم میں کا کوئی شخص مومن نہیں ہوتا جب تک میں اس کے نزدیک اسکے باپ بیٹے۔ اور تمام لوگوں سے زیادہ محبوب نہ بن جاؤں (بخاری و مسلم) حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ساتھ جو واقعہ گزرا وہ یہ ہے کہ عبداللہ بن ہشام سے مروی ہے کہ ہم ایک جگہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھے بایں حال کہ وہ حضرت عمر کا ہاتھ پکڑے ہوئے تھے۔ حضرت عمر نے کہا یا رسول اللہ آپ میرے نزدیک میرے نفس کو چھوڑ کر باقی تمام چیزوں سے زیادہ محبوب ہیں آپ نے فرمایا نہیں ابھی نقص باقی ہے قسم اس ذات کی جسکے ہاتھ میں میری جان ہے تم اس وقت تک کامل نہیں ہو سکتے جبتک کہ میں تمہارے نزدیک خود تمہارے نفس سے بھی زیادہ محبوب نہ بن جاؤں یہ سن کر حضرت عمر نے کہا اب خدا کی قسم آپ میرے نزدیک میری اپنی جان سے بھی زیادہ محبوب ہیں حضور نے فرمایا اب اے عمر (یعنی اب تمہارا ایمان مرتبۂ کمال کو پہنچ گیا) اس کے بعد سورۂ توبہ کی آیت ۲۳، اور ۲۴ پڑھیے :۔ اے لوگوں جو ایمان لائے ہو اپنے باپوں اور بھائیوں کو بھی اپنا رفیق نہ بناؤ اگر وہ ایمان پر کفر کو ترجیح دیں تم میں سے جو ان کو رفیق بنائیں گے وہی ظالمی ہونگے اے نبی کہہ دو کہ اگر تمہارے باپ اور تمہارے بیٹے اور تمہارے بھائی اور تمہاری بیویاں اور تمہارے عزیز و اقارب اور تمہارے

Marfat.com

وہ مال جو تم نے کمائے ہیں اور تمہارے وہ کاروبار جن کے ماند پڑ جانے کا تم
کو خوف ہے اور تمہارے وہ گھر جو تم کو پسند ہیں تم کو اللہ اور اس کے رسول اور
اسکی راہ کی جدوجہد سے عزیز تر ہیں۔ تو انتظار کرو یہاں تک کے اللہ اپنا فیصلہ تمہارے
سامنے لے آئے اور اللہ فاسق لوگوں کی رہنمائی نہیں کرتا ان دو آیتوں میں اللہ ورسول
اور راہ خدا کی جدوجہد کو سب سے زیادہ عزیز و محبوب رکھنے کا مطالبہ جس تاکید و
تہدید کے ساتھ کیا گیا ہے۔ اس کے لئے کسی شرح کی ضرورت نہیں ہے۔ پہلی
آیت کو "تم میں سے جو انکو رفیق بنائیں گے وہی ظالم ہونگے"۔ پر ختم کیا گیا ہے اور دوسری
آیت کو اور "اللہ فاسق لوگوں کی رہنمائی نہیں کرتا"۔ پر تمام کیا ہے جاننے والے
جانتے ہیں کہ قرآن میں کہاں اور کس جگہ کلام کو اسطرح کے جملوں پر ختم کیا گیا ہے
آگے اسی صورۃ کی آیت ۱۱۱ر اور ۱۱۲ر دیکھئے۔ حقیقت یہ ہے کہ اللہ نے مومنوں سے
ان کے نفس اور انکے مال جنت کے بدلے خرید لئے ہیں وہ اللہ کی راہ میں لڑتے اور
مارتے اور مرتے ہیں (اس نے جنت کا وعدہ) اللہ کے ذمہ ایک پختہ وعدہ ہے
توریت اور انجیل اور قرآن میں اور کون ہے جو اللہ سے بڑھ کر اپنے عہد کا پورا
کرنے والا ہو۔ پس خوشیاں مناؤ اپنے اس سودے پر جو تم نے خدا سے چکا لیا
یہی سب سے بڑی کامیابی ہے۔ اللہ کی طرف بار بار پلٹنے والے اسکی بندگی بجا
والے اسکی تعریف کے گن گانے والے اسکی خاطر زمین میں گردش کرنے والے
آگے رکوع اور سجدے کرنے والے نیکی کا حکم دینے والے بدی سے روکنے والے
اور اللہ کے حدود کی حفاظت کرنے والے (اس شان کے ہوتے ہیں وہ مومن
جو اللہ سے خرید و فروخت کا معاملہ طے کرتے ہیں) اور اے نبی ان مومنوں کو خوش

Marfat.com

دے دو!" کتاب وسنت کی ان تصریحات کو سامنے رکھ کر آپ انجیل کے کلمات کو پڑھیں تو صاف محسوس ہوگا کہ اللہ رسول کی محبت واطاعت اور اللہ کی راہ میں اپنا سب کچھ قربان کر دینے کا مطالبہ انجیل سے زیادہ تاکید وتہدید کے ساتھ کتاب وسنت میں موجود ہے۔ اب رہی انجیل کی بادشاہوں والی تمثیل تو اس کا حاصل یہ ہے کہ اخلاق وکردار کے استحکام، ایثار، قربانی، اور صبر وثبات کی صفات حق کے سپاہی میں باطل کے سپاہی کے اعتبار سے کم دوگنی ہونی چاہئیں جبھی دس ہزار سپاہی بیس ہزار کا مقابلہ کر سکیں گے اب اس حقیقت کو سورۂ انفال کی آیت ۶۵ اور ۶۶ میں مطالعہ کیجئے: "اے نبی! مومنوں کو جنگ پر ابھارو اگر تم میں سے دس آدمی صابر ہوں تو وہ دو سو پر غالب آئیں گے اور اگر تم میں سے سو آدمی ایسے ہوں تو منکرین حق میں سے ہزار آدمیوں پر غالب رہیں گے کیونکہ وہ ایسے لوگ ہیں جو سمجھ نہیں رکھتے اچھا اب اللہ نے تمہارا بوجھ ہلکا کیا اور اسے معلوم ہوا ابھی تم میں کمزوری ہے۔ پس اگر تم میں سے سو آدمی صابر ہوں تو وہ دو سو آدمیوں پر اور ہزار آدمی ایسے ہوں تو دو ہزار پر اللہ کے حکم سے غالب آئیں گے اور اللہ ان لوگوں کے ساتھ ہیں جو صبر کرنے والے ہیں!"
یہ آیتیں بتا رہی ہیں کہ حق کو غالب کرنے کے لئے حق پرستوں اور باطل پرستوں کے درمیان ایک اور دس کی نسبت ہونی چاہیے۔ اور اگر تربیت نہ پانے کی وجہ سے ضعف رہ گیا ہو تو کم سے کم ایک اور دو کی نسبت تو ہونی ہی چاہیے آیت ۶۵ میں "کیونکہ وہ ایسے لوگ ہیں جو سمجھ نہیں رکھتے" کا ٹکڑا مومن وکافر گروہوں کے درمیان اس فرق کی علت اور اس کا سبب ہے مومن گروہ کو اللہ کی نصرت وحمایت اور آخرت کے لازوال اجر کا یقین ہے اور یہ ایک ایسا محکم علم وفہم اور ایسا زندہ

Marfat.com

احساس وشعور ہے جس سے کافر گروہ محروم ہے اور یہی وہ سبب ہے جو میدان مقابلہ میں ان دونوں گروہوں کے درمیان وہ نسبت پیدا کرتا ہے۔ جس کا ذکر کیا گیا ہے۔ یہ ایمان ویقین حق پرستوں کو باطل پرستوں پر اخلاقی قوت کے لحاظ سے فوقیت عطا کر دیتا اور ہر شخص یہ جانتا ہے کہ میدانِ جنگ میں صرف جسمانی اور مادی طاقت ہی فیصلہ کن نہیں ہوتی۔ انہیں آیتوں سے فقہائے اسلام نے مسئلہ نکلا کیا ہے کہ دو باطل پرست دشمنوں کے مقابلے میں ایک حق پرست مومن کو راہ فرار اختیار نہ کرنی چاہیئے اور اگر وہ ایسا کرے گا سخت گناہ گار اور مستوجب سزا ہوگا ان وضاحتوں کے بعد بھی کیا اس میں کوئی تامل ہو سکتا ہے کہ ہم میں سے ہر شخص کو اس آئنے میں اپنی صورت دیکھنی چاہیئے اور اس پہلے سے اپنا احتساب خود کرنا چاہیئے کیونکہ انسان کے اپنے قلب سے بڑھ کر کوئی بھی ٹھیک ٹھیک مطابق واقعہ احتساب نہیں کر سکتا۔

اقْرَأْ كِتَابَكَ ط كَفٰى بِنَفْسِكَ الْيَوْمَ عَلَيْكَ حَسِيْبًا۔ (اپنا حساب خود لے لے ورنہ وہاں کوئی تلافی ممکن نہ ہوگی) دوسری جگہ کہا ہے:۔ بَلِ الْاِنْسَانُ عَلٰى نَفْسِهٖ بَصِيْرَةٌ وَّلَوْ اَلْقٰى مَعَاذِيْرَهٗ (بلکہ انسان خود اپنے نفس کے لئے دلیل ہے چاہے وہ کتنے ہی بہانے پیش کرے) اور یہ بھی فرمایا کہ۔ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ وَلْتَنْظُرْ نَفْسٌ مَّا قَدَّمَتْ لِغَدٍ ط وَاتَّقُوا اللّٰهَ ط اِنَّ اللّٰهَ خَبِيْرٌۢ بِمَا تَعْمَلُوْنَ ط (اے ایمان والو اللہ سے ڈرو اور ہر نفس کو یہ دیکھنا چاہیئے کہ اس نے کل (قیامت) کے لئے کیا چیز آگے بھیجی ہے اور اللہ سے ڈرو بلاشبہ اللہ تمہارے اعمال سے باخبر ہے) محاسبے کی اس آیت میں دوبارہ خدا سے ڈرنے کا حکم دیا گیا ہے۔ پہلے حکم کا حاصل یہ ہے کہ اللہ کا تقویٰ ہی وہ چیز ہے جو انسان کو اپنے اعمال کے احتساب پر آمادہ کرتا ہے دل اگر خوف خدا سے خالی ہو تو وہ محرک

Marfat.com

ی غائب ہو جائے گا جو انسان کو اپنے محاسبے پر ابھارتا ہے اور دوسرے حکم کا مقصد
یہ ہے کہ عین محاسبے کے وقت بھی خوف خدا پوری طرح مستولی ہے ورنہ بہت ممکن
ہے کہ نفس طرح طرح کے بہانے پیش کر کے کوتاہی عمل پر مطمئن کر دے انسان کا نفس
دوسروں کے احتساب میں بہت نرم ہوتا ہے وہ دوسروں کے مقابلوں میں اپنے آپ
و بڑی رعایتوں کا مستحق قرار دے لیتا ہے۔ اس خطرناک فریب نفس سے بچنے کے لئے
دوبارہ تقویٰ اللہ کی طرف متوجہ کیا گیا ہے اس کے بعد مزید رخنوں کو بند کرنے کے لئے
یہ عقیدہ ذہن میں اتارا گیا ہے کہ۔ بلاشبہ اللہ تعلیٰ تمہارے اعمال سے باخبر ہے یعنی اگر
تم نے اپنے آپ سے بھی اپنی کوتاہیاں چھپانے کی کوشش کی تو کوئی فائدہ نہ ہوگا
یونکہ اللہ سے تم کچھ نہیں چھپا سکتے احتساب کی ان شرائط کے ساتھ اب ہم اپنا
حاسبہ کریں۔ اللہ ورسول کی محبت واطاعت اور راہ خدا کی جدوجہد کا ہماری زندگی میں
یا مقام ہے؟ کیا یہ جدوجہد واقعی ہماری زندگیوں میں سب سے اونچا مقام رکھتی ہے؟
یا واقعی یہ ہمیں سب سے زیادہ عزیز ہے؟ کیا واقعی یہ ہمارے افکار وخیالات، اعمال
حرکات اور احساسات وجذبات کا محور بن گئی ہے؟ کیا واقعی ہم نے قریب ترین
رشتہ داریوں حصولِ معاش سرگرمیوں اور گھر بار کی محبتوں کو اپنی زندگیوں میں
انوی اور ضمنی حیثیت دے رکھی ہے؟ کہیں ایسا تو نہیں ہے کہ معاملہ برعکس ہو جس طرح ہم
دوسروں کے سامنے یہ حقیقت پیش کرتے ہیں کہ محض نام اور خاندان کے لحاظ سے مسلمان ہونا اللہ کی
حبتوں اور خوشنودیوں کا مستحق نہیں بناتا بلکہ اس کے لئے عقیدہ وعمل ہر جہت سے کتاب و سنت کی
یروی ضروری ہے ہر مومن کو کڑی نظروں سے اپنا احتساب کرنا چاہیئے۔

اے اللہ! ہمارے مالک ہم تیرے در کے بھکاری ہیں ہمیں حلاوت ایمان عطا فرما ہمیں
ہر کی توفیق دے اور ہم سب کو اقامت دین کی جدوجہد کا مخلص سپاہی بنا دے آمین ثم آمین۔

Marfat.com

(دوسری قسط)

اسلام کا اقتصادی نظام

از: مفتی سیّد شجاعت علی قادری

آج کی دنیا میں جتنے بھی اقتصادی نظام قائم ہیں وہ مذہبیت اور روحانیت سے یا تو بالکل غیر متعلق ہیں یا پھر کھلّم کھلّا انکی بنیاد مذہب کی بیخ کنی پر ہے لیکن ان تمام نظاموں کے برعکس اسلامی اقتصادیات اسلام کے ہمہ گیر فلسفہ پر قائم ہے اسلامی اقتصادیات کے پورے ڈھانچہ میں اسلام کی روح رواں دواں ہے اس ڈھانچہ کے جس حصہ سے اسلامی روح کو منقطع کیا جائیگا وہی حصّہ مفلوج اور معطل ہو کر رہ جائیگا اور پھر چند روز بعد وہ گل سڑ کر دوسرے تندرست حصّوں کو بھی اپنی زد میں لے لے گا۔ اسلامی نقطہ نگاہ سے انسان کا کعبہ، مقصود یا منتہائے کمال روٹی کپڑا اور مکان نہیں بلکہ اس کی منزل مقصود اپنے خالق کی رضا مندی اور سعادت ابدی کا حاصل کرنا ہے پس اصولی بات یہ ہے کہ اسلامی اقتصادیات کے ذریعے تمام کائنات انسانیت نسل، قوم وملک وطن جیسی تمام حدود وقیود کے بندھنوں سے آزاد ہو کر عدل وانصاف، اطمینان نفس طہارت قلب اور تزکیہ وتطہیر کی دولتوں سے مالا مال ہو کر خلافت ارضی کی عظیم ذمہ داریوں کو پورا کرتی ہے اور انی اعلم مالا تعلمون (یعنی اے فرشتو! میں وہ جانتا ہوں

Marfat.com

جس کا تم کو علم نہیں) کی مجسّم تفسیر بنتی ہے۔ جو اقتصادی نظام انسان کو
روٹی کپڑا اور مکان تو فراہم کر دے مگر اس سے انسان کو گوشت پوست
کے بڑھنے کے سوا کچھ نہ مل سکے وہ چاہے سنڈیکلزم ہو (انجمنی اشتراکیت)
کمیونزم اور بالشوزم (اشتمالیت) انارکزم ہو (نراجیت) یا گلڈ سوشلزم
(پیشہ ورانہ اشتراکیت) کلیکٹوازم ہو۔ (اجتماعیت) یا نیشنل سوشلزم۔ سب کچھ
ہو سکتا ہے مگر اسلام کا اس سے کچھ واسطہ نہیں۔ وہ نظام اقتصادیات جو
صرف گوشت پوست بڑھانیکا ضامن ہو تن پوشی کے لئے مناسب لباس کا
کفیل ہو اور رہنے کے لئے مکان کا ذمہ دار ہو بھیڑ بکریوں کے باڑے یا کسی
پولٹری فارم کے لئے تو مفید ہو سکتا ہے مگر انسانوں پر اس کا نافذ کرنا انسانی
عظمتوں کو پائمال کرنا ہے اور قبائے انسانیت کو پیوند خاک کرتا ہے۔

ایک اہم نکتہ

اسلامی اقتصادیات کا اخلاقی برتری، روحانی ترقی، اعلیٰ شعور کے
بیداری اور ہر قسم کی ابدی اقدار پر منتج ہونا ضروری ہے۔ یہی ہے کہ اسلام
کے اقتصادی نظریات کو قرآن و حدیث میں اس طرح الگ تھلگ مدون
نہیں کیا کہ اسے باقاعدہ ایک علم یا ایک مستقل فن کی حیثیت سے بیان کیا گیا ہو بلکہ
اسلام کی ہمہ گیر روحانی اور اخلاقی صداقتوں کے ضمن میں جا بجا بیان کیا گیا
ہے تاکہ انسان معاشی کے جس حصے کو بھی حاصل کرلے! اس کے دامن
سے لپٹ کر یہ سب سعادتیں بھی اس کو نصیب ہو جائیں!

Marfat.com

اسلام اقتصادی انقلاب کا داعی ہے

آج ہم جس پر آشوب دور سے گذر رہے ہیں وہ ہر شخص پر عیاں ہیں۔ اقتصادی ناہمواری اور لوٹ کھسوٹ نے انسان سے شرفِ انسانیت کو چھین لیا ہے تمام اخلاقی اور روحانی ضابطے توڑے جا رہے ہیں اس موقعہ پر انسانیت کی دستگیری اسلام ہی کر سکتا ہے۔ البتہ یہ بات ضروری ہے کہ جب اسلام کا اقتصادی نظام انشاء اللہ قائم ہوگا تو وہ موجودہ اقتصادی نظاموں میں ترمیم یا اصلاح نہیں بلکہ انقلاب عظیم برپا کریگا اور زندگی کی یہ بساط مکمل طریق پر الٹ جائے گی اب ہم مسلمانوں کا فرض ہے کہ ہم اس انقلاب کے لئے اپنے آپ کو تیار کرلیں تاکہ برضا و رغبت ہم اس نظام حیات کو قبول کر کے اجر و ثواب کے بھی مستحق ہو سکیں اب ہمیں ہمت و بہادری اور اسلام کے مثالی جذبہ سرشاری سے کام کرنا ہے آج کی دنیا میں سب سے بڑا دھوکہ اور فریب جو بین الاقوامی سطح پر دیا جا رہا ہے یہ ہے کہ موجودہ معاشی ابتری کا واحد حل سوشلزم میں ہے یہ سراسر غلط ہے بلکہ آج دنیا کے مختلف ممالک میں مختلف معاشی نظام قائم ہیں اور کسی نظام میں اس سے زائد خرابیاں نہیں ہیں جتنی سوشلزم میں ہیں بلکہ روٹی کپڑا اور مکان کا معاملہ کچھ اچھے طور پر ہی حل کیا گیا ہے رہا معاملہ ظلم و تشدد اور ناانصافی کا تو یہ خود غرض انسان کے بنائے ہوئے ہر نظام میں ہے یہ علیحدہ چیز ہے کہ سوشلزم میں ظلم و تشدد بنیادی حیثیت رکھتا ہے اور دیگر نظام ہائے معیشت میں منطقی نتیجہ کے طور پر۔ افسوس کہ آج مسلمان اتنی شکست خوردہ ذہنیت رکھتے ہیں کہ وہ اپنی زندگی کے لئے غیروں سے ضابطۂ حیات کی بھیک مانگ رہے ہیں انقلاب کہ ہر وہ دعویٰ جھوٹا ہے

Marfat.com

جس سے ہم سُرخ یا سفید سامراج کی چوکھٹ پہ جبیں سائی پہ مجبور ہو جائیں انقلاب کا صحیح مفہوم اسی وقت ادا ہو گا جب ہم اس دور میں ایک ایسا نظام عملاً نافذ کر دیں جس کی عظمتوں کے سامنے سب نظام سرنگوں ہو جائیں اگر ہم کسی ایسے انقلابی نظام حیات کے داعی نہیں ہیں تو بلاشبہ ہمیں ماننا پڑے گا کہ انقلاب کے نام پہ ہمیں کسی نہ کسی سامراج کی غلامی کرنی ہو گی بلاشبہ انقلاب ایک ایسا عظیم الشان انقلاب جو مشرق و مغرب کو جھنجھوڑ کر رکھ دے اسلام کے اقتصادی نظام ہی میں ہے۔

اسلام کا اقتصادی انقلاب ضرور کامیاب ہو گا۔

ماضی کے تاریخی حقائق مستقبل کے لئے ایک صحیح پیشگوئی ہوا کرتے ہیں ہم جب اس جہاں پہ غور کرتے ہیں جس میں اسلام کا معاشی نظام اور اقتصادی انقلاب آیا تھا تو وہ تقریباً ایسا ہی تھا جیسا کہ اب ہے بگاڑ کے ہی مادی اسباب اسوقت تھے جو کہ اب ہیں مگر اسلام کا اقتصادی نظام شاندار کامیابی اور کامرانی سے ہمکنار رہا لہٰذا اب اس کے ناکام ہونے کا بظاہر کوئی سبب نہیں البتہ اس کے لئے شرطِ اولین یہی ہے کہ ہم اس نظام کے صحیح ہونے کا پختہ یقین کر لیں اور اس کے بعد مردِ میدان بنکر صف آرا ہو جائیں شاہ ولی محدث دہلوی نے اس دور کا جو نقشہ کھینچا ہے وہ بالکل بیسویں صدی عیسوی سے مطابقت رکھتا ہے شاہ صاحب کے کلام کا ملخص یہ ہے۔

جب پارسیوں اور رومیوں کو حکومت کرتے ہوئے صدیاں گذر گئیں اور دنیوی تعیش کو انہوں نے اپنی زندگی بنالیا اور آخرت تک کو بھلا دیا اور

Marfat.com

شیطان نے ان پر غلبہ کر لیا تو اب ان کی تمام زندگی کا حاصل یہ رہ گیا کہ وہ عیش کوشی کے اسباب میں مشغول ہو گئے اور ان میں کا ہر شخص سرمایہ داری اور تموّل پر فخر کرنے لگا اور اترانے لگا یہ دیکھ کر دنیا کے مختلف گوشوں سے وہاں ایسے ماہرین جمع ہو گئے جو بیجا عیش پسندوں کو دادِ عیش دینے کے لئے عیش پسندی کے نت نئے طریقے ایجاد کرنے اور سامان عیش مہیّا کرنے کے لئے عجیب وغریب دقیقہ سنجیوں اور نکتہ آفرینیوں میں مصروف نظر آنے لگے اور قوم کے اکابر اس جدوجہد میں منہمک ہو گئے کہ اسبابِ تعیش میں کس طرح وہ دوسرے پر فائق ہو سکتے ہیں اور ایک دوسرے پر فخر کر سکتے ہیں جبکہ ان امراء اور سرمایہ داروں کے لئے یہ بات سخت قابل عیب تھی کہ انکی کمر کا پٹکہ یا سر کا تاج ایک لاکھ درہم سے کم قیمت کا ہو یا ان کے پاس ایسا سر بفلک عالیشان محل نہ ہو جس میں پانی کے حوض سرد وگرم حمام ، بے نظیر پائیں باغ ہوں اور ضرورت سے زائد نمائش کے لئے بیش قیمت سواریاں حشم و خدم اور حسین وجمیل باندیاں موجود ہوں اور صبح وشام رقص وسرود کی محفلیں گرم ہوں ، جام وسبو سے شراب ارغوانی چھلک رہی ہو اور فضول عیاشی کے وہ سب سامان مہیّا ہوں جو آج بھی تم عیش پسند بادشاہوں اور حکمرانوں میں دیکھتے ہو اور جس کا ذکر قصّہ طولانی کے مترادف ہے اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ مملکت کی اکثریت پر یہ حالت طاری ہو گئی تھی کہ دلوں کا امن وسکون مٹ گیا تھا ناامیدی وکاہلی بڑھتی جاتی تھی اور بہت بڑی اکثریت رنج وغم اور آلام ومصائب میں گھری نظر آتی تھی اس لئے کہ ایسی ۔ عیش پرستی کے لئے زیادہ سے زیادہ سرمایہ کی ضرورت تھی اور یہ ہر شخص کو میسر نہ تھا۔

Marfat.com

اب بادشاہوں۔ نوابوں، امراء اور عمال حکومت نے معاشی دستبرد شروع کر دی اور اس کا طریقہ یہ اختیار کیا کہ کاشتکاروں، تاجروں، پیشہ وروں اور اسی طرح دوسرے کارپردازوں پر طرح طرح کے ٹیکس عائد کر کے انکی کمر توڑ دی اور انکار کرنے پر انکو سخت سے سخت سزائیں دیں اور مجبور کر کے انکو ایسے گھوڑوں اور گدھوں کی طرح بنا دیا جو آبپاشی اور ہل چلانے کے کام میں لائے جاتے ہیں اور پھر کارکنوں اور مزدور پیشہ لوگوں کو اس قابل بھی نہ چھوڑا کہ وہ اپنی جائز ضروریات کے لئے بھی کچھ پیدا کر سکیں۔

خلاصہ یہ کہ ظلم و ناانصافی اپنے عروج پر پہنچ گئی اس پریشان حالی اور افلاس کا نتیجہ یہ نکلا کہ انسان کو اپنی اخروی سعادت و فلاح اور خدا سے تعلق قائم کرنے کی فرصت ہی نہ مل سکی پھر یہ کہ جن صنعتوں پر نظام عالم کی بنیاد ہے وہ اکثر یکقلم متروک ہو گئیں اور امراء و روساء کی تکمیل ہی سب سے بڑی خدمت اور سب سے بہتر حرفت شمار ہونے لگی اور عوام کی حالت یہ ہوئی کہ انکی تمام زندگی بداخلاقیوں کا نمونہ بن گئی اور انہیں کے اکثر کا گذارہ بادشاہوں کے خزانہ سے کسی نہ کسی طرح چلتا تھا مثلاً ایک طبقہ جہاد کئے بغیر باپ دادا کے نام پر مجاہدین کے نام سے وظیفہ حاصل کرنے لگا۔ دوسرا مدبرین مملکت کے نام سے پلنے لگا کوئی بادشاہ و امراء کے نام پر قصہ خوانی کر کے شاعری کے نام سے پلنے پرورش پانے لگا۔ خلاصہ یہ کہ کسب معاش کے بہترین ذرائع کا فقدان ہو گیا ہے، چاپلوسی، مصاحبت، چرب زبانی اور درباداری ہی ذرائع معاش رہ گئے اس طرح انسان کے ذہنی نشو و نما کی تمام خوبیاں ملیامیٹ ہو گئیں اور انسان پست اور ارزل زندگی پر قانع ہو گیا۔ آخر جب اس مصیبت

Marfat.com

نے بھیانک شکل اختیار کر لی اور مرض عام ہوگیا تو خداوند علیم وخبیر نے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنا پیغمبر بنا کر اس فساد کا خاتمہ کرنے کے لئے مبعوث فرمایا۔ آپ نے ہدایت ربانی کے بموجب روم اور فارس کی تمام رسوم کو فنا کر دیا اور ان کے فاسد نظاموں کے برخلاف ایک صالح نظام دنیا کو عطا کیا اس نظام میں فارس و روم کی برائیوں کو اس طرح مٹایا گیا کہ معاشی زندگی کے ان تمام اسباب کو یک قلم حرام قرار دیا جو عوام وجمہور پر معاشی دستبرد کا سبب بنے اور مختلف عیش پسندیوں کی راہیں کھول کر حیات دنیوی میں بیجا انہماک کا باعث ہوئے ہیں مثلاً مردوں کے لئے سونے چاندی کے زیورات اور حریر و دیبا کے نازک کپڑے کا استعمال اور تمام انسانی نفوس کے لئے خواہ مرد ہو یا عورت ہر قسم کے چاندی اور سونے کے برتنوں اور عالیشان محلات کی تعمیر اور مکانوں میں فضول زیبائش و آرائش کو ممنوع قرار دیا کہ یہی فاسد نظام کے ابتدائی منازل اور معاشی تباہی کا منشا و مولا ہیں (حجتہ اللہ البالغہ صفحہ ۱۰۵)۔ حقیقت یہ ہے کہ اس دور میں جو مسائل ہمارے سامنے ہیں وہ تقریباً اسی نوعیت کے ہیں جس کا ذکر شاہ ولی اللہؒ کی زبانی آپ نے سنا کیا یہ سچ نہیں کہ آج ہم جس اقتصادی بدحالی کا شکار ہیں اس میں مندرجہ ذیل عناصر کارفرما نہیں۔

(۱) زمینداروں اور عمال حکومت کی عیش کوشی جس نے ان کو ناجائز استحصال کی راہیں دکھائیں۔

(۲) ٹیکس جو عیاشیوں اور نزاکتوں پر صرف ہوتے ہیں؛

(۳) بہترین لباس۔ شاندار محلات اور شہوت رانی کے حرام ذرائع۔

(۴) حکام وعمال کے کاسہ لیس ثناخواں؛

Marfat.com

(۵) صنعت وحرفت میں کمال حاصل کرنے کے بجائے فن "خوشامد" کی ڈگریاں حاصل کرنا۔

(۶) مدبرین حکومت کے ناموں پر سینکڑوں بلکہ لاکھوں آدمیوں کا عیاشیوں میں مصروف رہنا۔ ہر کام کے لیے کمیشن بیٹھانا اور بلا ضرورت محکمے قائم کرنا یہ سب اسی کی شکلیں ہیں۔

جب اسلام کا اقتصادی نظام آیا تو اس نے ان تمام خرابیوں کی جڑوں کو اکھیڑ ڈالا اور ظلم و ناانصافی کے محلات منہدم کر دیئے اور اب بھی جب انشاء اللہ اسلام کا اقتصادی نظام قائم ہوگا تو وہ ان تمام برائیوں کا انسداد کرے گا نیز ان خرابیوں کو ختم کرے گا جو موجودہ وقت میں پائی جاتی ہیں۔

جیسا کہ پہلے عرض کیا جا چکا ہے کہ انسانی معاش کو ہم دو حصوں میں منقسم کرتے ہیں (۱) انفرادی (۲) اجتماعی۔ ہر شخص جانتا ہے کہ جماعت افراد ہی سے بنتی ہے۔ جس جماعت کے افراد اچھے ہوں وہ جماعت بھی اچھی ہے اور جس جماعت کے افراد اچھے نہ ہوں وہ جماعت کسی طرح اچھی کہلانے کی مستحق ہو سکتی نہیں۔

فرد کی معیشت

اسلام میں فرد کو ایک باعزت مقام حاصل ہے۔ اور یہ اس کی روحانی وجسمانی صلاحیتوں کی وجہ سے اس کا جائز حق ہے ایک اسلامی معاشرہ ایسے ہی عظیم افراد سے تشکیل پاتا ہے اسلامی معاشرہ سیپوں کوڑیوں کا نہیں اس کا ہر موتی دُرِّ عدنی ہے اور ہر گوہر لعل بدخشانی اسلام فرد کی ایک گونہ استقلالی حیثیت کا داعی ہے اور یہ اس کا فطری حق ہے یہی وجہ ہے کہ اسلام "دینِ فطرۃ" کہلاتا ہے۔

Marfat.com

اسلام کا یہ نظریہ سوشلزم کے نظریہ سے قطعاً مختلف ہے کیونکہ وہاں فرد کی حیثیت اینٹ پتھر سے زائد نہیں جس کو سوشلزم کا معمار کاٹ پیٹ کر جہاں چاہے فٹ کر دے اس مضمون میں فرد کی صرف اقتصادی حیثیت سے بحث کی جائے گی اس سلسلہ میں تین چیزیں بہت اہم ہیں :-

(۱) فرد کہاں سے روزی کمائے؛ یعنی ذرائع کسب کیا اختیار کرے۔

(۲) کیا چیز کسب کرے اور کس چیز کے کسب سے باز رہے ؟

(۳) کہاں خرچ کرے :-

اسباب معیشت کا حصول !

سب سے پہلی چیز اسباب معیشت کا حصول ہے یعنی یہ کہ آیا اسلام کی رو سے انسان کو بحیثیت مسلم رزق کی تلاش کرنی چاہیئے یا نہ ؟ تو ہر شخص جانتا ہے کہ لار ہبانیۃ فی الاسلام اسلام میں رہبانیت نہیں علائق دینوی کا ترک اسلام کی تعلیمات کے منافی ہے اور توکل کا مطلب یہ نہیں کہ اسباب عادیہ کو ترک کر دیا جائے توکل کی حدود کا آغاز اسباب ظاہری کی تکمیل کے بعد ہوتا ہے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم اپنے اونٹ کے پیر باندھ دو پھر اسے چراگاہ میں چھوڑ کر اللہ پہ توکل کرو۔

(باقی آئندہ)

59501

Marfat.com

حکایات

از محمد یونس امجدی فاضل عربی کراچی

حکایت نمبر ۱:-

عربی کا ایک مقولہ ہے کہ الصدقُ ینجی وَالکذب یُھلِکُ یعنی سچائی نجات دلاتی ہے اور جھوٹ ہلاک کرتا ہے، اس مقولہ کی صحیح عکاسی مندرجہ ذیل واقعہ سے ہوتی ہے۔

حضرت زید ابن ارقم فرماتے ہیں کہ غزوہ بدر جو نہایت عسرت اور تنگ دستی میں پیش آیا تھا میں اپنے چچا کے ساتھ غزوہ میں شریک ہوا۔ عبداللہ ابن ابی سرگروہ منافقین اپنی جماعت سے کہہ رہا تھا کہ مہاجرین کی مدد بالکل بند کر دو تو وہ تنگ آکر خود بخود مدینہ چلے جائیں گے اور میں یہاں سے چل کر ذلیل لوگوں کو شہر بدر کر دوں گا۔ یہ جملے حضرت زید کو نہایت ناگوار گزرے۔ اگرچہ ابن ابی ان کا ہم قبیلہ تھا خزرج کا سردار تھا مگر انھوں نے اپنے چچا سے شکایت کی۔ ان کی غیرت ایمانی نے واقعہ کو رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم تک پہنچایا آپ نے زید اور ابن ابی کو بلا کر دریافت فرمایا۔ وہ اپنی جماعت کے ساتھ آیا اور قسم کھائی کہ میں نے کچھ نہیں کیا، زید ابن ارقم جھوٹ بولتے ہیں۔ یہ بات ہو رہی تھی کہ تمام انصار زید ابن ارقم کو ملامت کرنے لگے کہ تم نے رسول اللہ صلی اللہ

Marfat.com

علیہ وسلم سے جھوٹ بیان کیا۔ ان کے چچا بھی انصار کے ہم نوا ہو گئے کہ مفت میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ناراض کیا۔

حضرت زید کو سخت افسوس ہوا گھر میں جا کر بیٹھ رہے اسی حالت میں نیند آ گئی ابھی بیدار نہ ہوئے تھے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر سورۂ منافقین کی آیت نازل ہوئی جن میں حضرت زید ابن ارقم کی تصدیق اور منافقین کی تکذیب اور سارا حال مذکور تھا۔ آپ نے آدمی بھیجا کہ زید کو بلاؤ حکم سنتے ہی خدمت اقدس میں حاضر ہوئے تو آیات سنانے کے بعد رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ ان اللہ صدقک یا زید، یعنی اے زید خدا نے تمہاری تصدیق فرمائی۔

اس حکایت سے معلوم ہوا کہ سچائی اپنا رنگ ضرور لاتی ہے۔ سچے کو باعزت بنا دیتی ہے اور جھوٹ کذب بیانی ضرور رسوائی لاتی ہے۔ جیسا کہ منافقین کو رسوائی ہوئی اور قیامت تک کے لئے ان کے ماتھے پر سیاہ داغ ہے۔

حکایت نمبر ۲

ایک مرتبہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس کچھ لوگ آئے اور درخواست کی کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے ملک میں اشاعت اسلام کے لئے کچھ آدمی بھیج دیجئے، جو قرآن و سنت کی اچھی طرح تعلیم دے سکیں، آپ نے ستر آدمیوں کو تیار فرمایا جو کہ قراء مشہور تھے انکے ہمراہ بھیج دیا۔ حرام بن ملحان بھی اس جماعت میں تھے وہاں پہنچ کر

Marfat.com

ایک مقام پر قیام کیا حرام نے دو آدمیوں کو ساتھ لیا جن کے پاؤں میں لنگ تھا اور ایک قبیلہ میں اشاعت اسلام کے لئے حضرت حرام نے اپنے دونوں ساتھیوں کو آبادی کے قریب جاکر کہا کہ آپ دونوں یہاں ٹھہریں پہلے میں جاتا ہوں۔ اگر زندہ بچ گیا تو خیر ورنہ تم لوگ دوڑ کر ہمارے ساتھیوں کو خبر دینا۔ آپ یہ کہہ کر روانہ ہوگئے۔ اور قبیلہ کے لوگوں کو جاکر کہا کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت کے بارے میں کچھ کہنا چاہتا ہوں۔ کیا اجازت اور امان دیتے ہو؟ ادھر انھوں نے گفتگو شروع کی ہی تھی کہ ادھر قبیلہ والوں نے ایک شخص کو اشارہ کیا جس نے پیچھے سے نیزہ کا وار کیا جو ایک پہلو کو توڑ کر دوسرے پہلو سے نکل گیا۔ حضرت حرام نے خون زخم لے کر چہرے اور سر پہ چھڑ کا اور فرمایا:۔ اللہ اکبر فزت ورب الکعبۃ۔ خدا کی قسم ! میں کامیاب ہوگیا۔ دونوں ساتھیوں میں سے جن کے پاؤں میں لنگ تھا ایک تو پہاڑ میں چھپ گئے اور دوسرے نے مسلمانوں کو خبر کر دی، یہ واقعہ سن کر سب مسلمان موقعہ پہ پہنچ گئے اور اسی جگہ لڑکر شہید ہوگئے

بنا کردند خوش رسمے بخون و خاک غلطیدن

خدا رحمت کند این عاشقانِ پاک طینت را

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو جب خبر ہوئی تو انھوں نے قاتلین کے حق میں ایک ماہ تک دعائے بد کی اس لئے کہ انھوں نے مسلمانوں کو دھوکے سے شہید کیا اور دغابازی کی۔

Marfat.com

حکایت نمبر ۳

حضرت جابر بن عبداللہ ایک مشہور و معروف صحابی تھے اور رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کے پکے محب اور جانثار تھے۔ آپ پر یہود کا ایک قرض تھا، آپ کو اس کے ادا کرنے کی فکر ہوئی لیکن ادا کہاں سے کرتے؟ کیونکہ باغ تو کل دو ہی تھے۔ جنکی پوری پیداوار قرض کو ناکافی تھی گھبرائے ہوئے آگئے اور کہا کہ یا حضرت میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں یہ معاملہ ہے لہٰذا یہودیوں کو بلا کر کچھ کم کرا دیجئے۔

آپ نے ان لوگوں کو طلب فرمایا اور بتایا کہ جابر یہ چاہتے ہیں۔ انھوں نے چھوڑنے سے انکار کر دیا۔ پھر آپ نے فرمایا اچھا اپنا قرض دو مرتبہ میں وصول کر لو نصف اس سال اور نصف دوسرے سال وہ لوگ اس پر بھی راضی نہ ہوئے۔ آپ نے یہ دیکھ کر حضرت جابر کو تسکین دی اور فرمایا کہ میں ہفتہ کے روز آپ کے یہاں آؤں گا۔ چنانچہ ہفتہ کے دن صبح کے وقت تشریف لے گئے پانی کے پاس بیٹھ کر وضو فرمایا مسجد میں جاکر دو رکعت نماز پڑھی پھر خیمہ میں آکر متمکن ہوئے تھوڑی ہی دیر گذری کہ حضرت ابو بکر و عمر بھی پہنچ گئے تقسیم کا وقت آیا تو آپ نے ارشاد فرمایا، کھجوروں کی علیٰحدہ علیٰحدہ قسموں کے اعتبار سے الگ کرو اور پھر خبر دینا چنانچہ آپ کو خبر دی گئی۔ آپ تشریف لائے اور ایک ڈھیر پر بیٹھ گئے۔ حضرت جابر نے قرض خواہوں کو ان کے قرض کے مطابق بانٹنا شروع کر دیا۔ اور آقائے دو جہاں صلی اللہ علیہ وسلم

Marfat.com

نے دعا شروع کردی، قرض ادا کر دیا گیا اور ڈھیر میں کوئی کمی واقعہ نہ ہوئی آپ نے حضور علیہ السلام نے دعا شروع کردی قرض ادا کر دیا گیا اور ڈھیر میں کوئی کمی واقع نہ ہوئی آپ نے حضور علیہ السلام سے عرض کیا سب قرض ادا ہو گیا اور مال ویسا ہی رکھا ہے آپ بہت ہی خوش ہوئے اور حضرت ابوبکر اور حضرت عمر بھی بہت خوش ہوئے اس حدیث میں حضور علیہ السلام کے معجزے کا ثبوت ہے اور معلوم ہوا کہ جابر کی قدر بارگاہ نبوت میں بہت تھی۔

حکایت نمبر ۴

حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ ایک قافلہ کے سردار بنائے گئے آپ اپنے قافلہ کو لے کر کسی مقام کی طرف روانہ ہوئے ایک جگہ پڑاؤ ڈالا۔ قریب والے گاؤں کے رہنے والوں کو کہلایا کہ ہم آپ کے مہمان ہیں۔ انھوں نے مہمانی کرنے سے انکار کر دیا اتفاق سے سردار قبیلہ کو بچھو نے ڈنک مارا لوگوں نے بہت علاج کیا لیکن کچھ فائدہ نہ ہوا بعض نے مشورہ دیا کہ صحابہ کرام کے پاس جاؤ شاید ان کو کچھ علاج معلوم ہو چنانچہ وہ لوگ آئے اور واقعہ بیان کیا بعض روایتوں میں تصریح ہے کہ حضرت ابو سعید خدری نے فرمایا میں اس کا علاج کر سکتا ہوں لیکن ۳۰ بکریاں اجرت ہو گی، انھوں نے منظور کر لیا آپ نے جا کر سورہ الحمد شریف پڑھی اور زخم پر تھوک دیا۔ وہ شخص بالکل اچھا ہو گیا اور بے تکلف چلنے پھرنے لگا اور ان لوگوں نے بکریاں دے کر مدینے کا رخ کیا، سب کو

Marfat.com

تردد تھا کہ ان کا لینا جائز ہے کہ نہیں، آخر یہ رائے ٹھہری کہ خود آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا جائے۔ آپ نے پورا واقعہ سن کر تبسم فرمایا اور فرمایا کہ تم کو یہ کیسے معلوم ہوا کہ یہ رقیہ یا دم کا کام دیتی ہے؟ پھر فرمایا کہ تم نے ٹھیک کیا اس کو تقسیم کر لو اور میرا بھی حصہ رکھنا اس سے معلوم ہوا کہ قرآن شفاء کلی ہے چاہے روحانی بیماری ہو یا جسمانی بیماری ہو۔

یوم بدر رسول اللہ کی دعاء

•

علیؓ بن ابی طالب سے مروی ہے کہ جب یوم بدر ہوا تو میں نے کسی قدر جنگ کی پھر جلدی سے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا کہ دیکھوں آپ نے کیا کیا۔

آپ سجدے میں یہ فرما رہے تھے "یا حی یا قیوم" "یا حی یا قیوم" اس پر کچھ بڑھاتے نہ تھے۔

میں میدان جنگ کو لوٹا۔ واپس آیا تو آپ حالت سجدہ میں یہی فرما رہے تھے۔ میں عرصۂ جنگ کو واپس ہوا تو آپ حالت سجدہ میں یہی فرما رہے تھے۔

اللہ نے آپ کو فتح عطا فرمائی۔

Marfat.com

قسط نمبر ۱

اسلام میں مسجد کی حیثیت

تحریر :- مفتی سید شجاعت علی قادری -
مفتی دار العلوم امجدیہ کراچی

اس دور میں مسلمان روز بروز تعلیمات اسلامی سے دور ہوتے جارہے ہیں حتی کہ "شعائر اللہ" (وہ چیزیں جو خدائے ذوالجلال کی عظمت کا پتہ دیں) کی عظمتیں بھی ان کے دلوں سے محو ہوتی جارہی ہیں۔ حالانکہ شعائر اللہ کی تعظیم ایک مومن کے ایمان کی نشانی ہے وہ ایمان جو قلب کی گہرائیوں میں ہوتا ہے۔ قرآن کریم میں ہے جو بھی اللہ کے شعائر کی تعظیم کرے گا تو یہ اس کے دل کی پرہیز گاری کی دلیل ہے یعنی شعائر اللہ کی تعظیم کا اثر براہ راست انسان کے دل پر ہوتا ہے اور جو انسان شعائر کی تعظیم میں پس وپیش کرے وہ ظاہر میں چاہے اسلام کا کتنا ہی خیر خواہ کیوں نہ ہو مگر دل کا کھوٹا ہے اس کا قلب عظمت اسلام سے محض عاری ہے قرآن کریم میں ایک مقام پر قدرے تفصیل سے بعض شعائر اللہ کا ذکر کرتے ہوئے اہل ایمان کو متنبہ کیا گیا ہے کہ وہ ان شعائر کی بے حرمتی نہ کریں۔ چنانچہ ارشاد ہوا، اے ایمان والو! شعائر اللہ کی بیحرمتی نہ کرو نہ باعزت مہینے کی نہ قربانی کے جانوروں کی نہ اللہ کے مقدس گھر کے زائرین کی جو اپنے رب کے

Marfat.com

فضل و خوشنودی کے حاصل کرنے کے لئے جا رہے ہیں (پ ۲ ع ۶) ہم مسلمان قرآن کے بیان کے مطابق اس بات پر پورا یقین رکھتے کہ سب سے پہلا گھر جو لوگوں کیلئے مشترکہ طور پر بنایا گیا وہ ایک مسجد ہی ہے۔ قرآن میں ہے۔ بلاشبہ سب سے پہلا گھر جو لوگوں کے لئے بنایا گیا وہ مکہ میں ہے مبارک ہے اور تمام دنیا والوں کے لئے باعث ہدائت ہے (پ ۴ ع ۱) قرآن میں اس گھر کی عمومی حیثیت کے لحاظ "للیہود، للنصاری" یا للمسلمین،، نہیں کہا گیا۔ بلکہ للناس" کہا گیا تاکہ یہ بات واضح ہو جائے کہ یہ بیت عتیق، قدیمی گھر، تمام امتوں کو دعوت توحید و ایمان دے رہا ہے اور آج بھی سچے خدا پرستوں کے لئے اس کے دروازے کھلے ہیں اس گھر میں وہ انصاف پسند لوگ آسکتے ہیں جو خدا کے تمام سچے نبیوں کو مانتے ہوں اور تفریق بین الانبیاء کرنے والوں کا اس میں کوئی حصّہ نہیں اسی طرح جھوٹے نبیوں کو ماننے والے بھی اسکی برکتوں سے محروم رہیں گے اس قدیم ترین مسجد کی تاریخ اتنی قدیم ہے جتنی کہ خود حضرت انسان کی۔ اس کے بعد بیت المقدس تعمیر ہوا یہ بھی انسانیت کی رہبری اور ہدائت کا مرکز رہا۔ یہ دونوں مرکز قوموں کے عروج و زوال کے باوجود اب بھی اپنی جگہ پر ہیں بیت اللہ پر ایسا زمانہ بھی آیا ہے کہ جب اس میں تین سو ساٹھ بت تھے اور لوگ ننگے ہو کر اس کا طواف کرتے تھے مگر اس کی یہ حیثیت ظاہر ہے کہ اس کے مقاصد تعمیر کے خلاف تھی اسلام میں مسجد کی حیثیت کا تعین اسی دور سے ہوا جبکہ اسلام کو غلبہ ہوا مسجد کی حیثیت متعین کرنے میں ہمیں کسی قسم کے اجتہاد اور قیاس آرائی کی ضرورت نہیں یہ ایک ایسا اہم اسلامی مرکز ہے کہ قرآن و حدیث کے نصوص صریحہ (واضح ارشادات) میں اسکی تعمیر مقصد تعمیر، ادب واحترام اداکے

Marfat.com

متعلقات کے بارے میں واضح ہدایات موجود ہیں۔ قرآن کریم میں تقریباً ۲۳ مقامات پہ ہے۔

تعمیر مسجد

مسجد کی تعمیر سے مراد اسکی ظاہر عمارت اور پھر اس مسجد کی شان کے مطابق اس میں آبادی کرنا ہے اس لئے قرآن کریم میں معماران مسجد کے اوصاف تک بیان کر دیئے گئے ہیں۔ قرآن کریم میں ہے۔ بلاشبہ اللہ کی مسجدوں کو وہی تعمیر کرتے ہیں (یا کریں گے) جو اللہ پر آخرت کے دن پہ ایمان رکھتے ہیں۔ نمازیں قائم کرتے ہیں۔ زکواۃ دیتے ہیں اور اللہ کے سوا کسی سے نہیں ڈرتے (پ ۱۰ ع ۲)

معماران مسجد کے اوصاف

مذکورہ بالا آیت سے چند باتیں معلوم ہوئیں۔

(۱) تعمیر مسجد والے مومن ہونے چاہئیں یا لازماً وہ مومن ہی ہوں گے کیونکہ اگر وہ مومن نہ ہوئے تو ان کا مسجد بنانا مسجد کے مقاصد کے لئے نہ ہوگا۔ بلکہ اللہ اور اس کے رسول کی مخالفت اور مسلمانوں سے عدوات کے لئے ہوگا جسکی مثال اسلامی تاریخ کے شروع دور ہی میں مل گئی اور یہ ایک اچھا اتفاق ہوا تاکہ بعد والے مسلمان ایسی مسجد اور کے احکام سے واقف ہو جائیں قرآن کریم میں ہے۔

مسجد ضرار

اور وہ لوگ جنہوں نے مسجد بنائی نقصان پہنچانے کو اور کفر کے لئے اور مسلمانوں میں تفرقہ ڈالنے کو اور اس کے انتظار میں جو پہلے سے اللہ اور اسکے رسول کا مخالف ہے۔ ضرور قسمیں کھائیں گے ہم نے تو بھلائی چاہی اور اللہ گواہ ہے کہ وہ بے شک جھوٹے ہیں اس مسجد میں آپ کبھی کھڑے نہ ہوں۔ (توبہ) یہ مسجد بنو غنم بن عوف نے ابو عامر راہب کے اشارے پہ

Marfat.com

بنائی تھی جو اسکو عیسائیوں کی تخریبی کارروائی کا خفیہ مرکز بنانا چاہتا تھا جب مسجد تیار ہوگئی تو یہ لوگ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے کہا کہ آپ چلیں اور اس مسجد میں نماز پڑھیں تاکہ برکت ہو جائے آپ نے فرمایا کہ میں جلدی میں ہوں اور غزوہ تبوک کی تیاری میں ہوں واپسی پر پڑھونگا جب آپ غزوہ مذکورہ سے فتحیاب ہوکر واپس تشریف لائے تو معلوم ہوا کہ یہ لوگ جمعہ ہنیچر اور اتوار تین دن تک۔ اس مسجد میں نماز پڑھ چکے ہیں آپ حسب وعدہ جانے کے لئے تیار ہو رہے تھے کہ اللہ تعالیٰ نے بذریعہ وحی آپ کو اس سازش کی خبر دے دی آپ نے مالک ابن دُخشم۔ معین بن عدی۔ عامر بن سکن اور وحشی رضی اللہ عنہ قاتل حمزہ رضی اللہ عنہ کو بلوایا اور حکم دیا کہ اس مسجد کو گرا دو اور جلا دو چنانچہ انہوں نے ایسا ہی کیا اور اس طرح منافقین کی کوششوں پر پانی پھر گیا (تفسیر قرطبی صفحہ ۲۵۰ ج ۸)

ایمان کی شرط سے یہ بات معلوم ہوگئی کہ غیر مسلم افراد یا حکومتوں کا چندہ تعمیر مسجد میں نہیں لیا جائیگا اور اسی طرح وہ کمائی جس کا حرام ہونا یقینی ہے۔

دوسری شرط معماران مسجد کے لئے یہ ہے کہ وہ صرف زبانی طور پر مومن نہ ہوں بلکہ اپنے عمل سے بھی اپنے مومن ہونیکا ثبوت فراہم کریں اور اس طرح پابندی سے باجماعت نماز ادا کریں۔ جیسا کہ لفظ واقام الصلوٰۃ سے ظاہر ہے کیونکہ اقامت سے مراد نماز کا اسکے تمام حدود قیود کے ساتھ ادا کرنا ہے جو قرآن وسنت میں مذکور ہیں۔

تیسری شرط یہ ہے کہ وہ صاحب نصاب ہونیکے صورت میں پابندی

سے زکواۃ ادا کرتے ہیں کیونکہ اگر زکواۃ جو فرض ہے اسکو بھی نہ ادا کریں گے تو صدقات نافلہ سے مسجد کی تعمیر کیونکر کریں گے۔؟ بلکہ خطرہ یہ ہے کہ یہ لوگ مسجد کے مال میں بھی خرد برد کریں۔ کیونکہ جب انہوں نے خدا کے مال میں چوری کی عادت ڈال لی ہے تو اب انکو امین کیسے سمجھا جاسکتا ہے۔

چوتھی شرط یہ ہے کہ معماران مسجد خدا کے سوائے کسی طاقت سے نہیں ڈرتے ہیں اس جملہ کا مفہوم یہ ہے کہ خدا سے ڈرتے ہوں اور خدا کے غیر سے نہ ڈرتے ہوں کیونکہ اگر ایسے نڈر ہوئے کہ خدا کا خوف بھی نہ مانا تو مسجد کا مال کھا جائیں گے اگر اتنے خوف زدہ ہوئے کہ لوگوں کا رعب قلب پر طاری رہا تو ایک نہ ایک دن لوگوں کے جھوٹے الزامات اور طعن و تشنیع سے تنگ آکر یہ انتہائی مقدس خدمت کو چھوڑ دیں گے آجکل بالعموم یہی ہوتا ہے۔ کہ لوگ اپنے دنیاوی امور میں اپنے بارے میں ہر قسم کی سخت سے سخت بات سننے پر تیار ہو جاتے ہیں مگر دین کے معاملے میں اپنے خلاف معمولی تنقید بھی برداشت نہیں کرتے حتیٰ کہ بعض علمار تک پریشان ہو جاتے ہیں۔ حالانکہ انھیں معلوم ہے کہ قرآن کریم نے پہلے ہی سے اعلان کر دیا ہے کہ

"تم اہل کتاب سے ضرور ضرور سخت تکلیف دہ باتیں سنو گے"

اور وہ مسلمان جو قرآن کو اللہ کی کتاب تو مانتے ہیں مگر اس میں جو کچھ لکھا ہے نہ تو اس پر یقین رکھتے ہیں اور نہ ہی عمل کرتے ہیں وہ اہل کتاب ہی ہیں۔ پھر ہمیں یہ بھی سوچنا چاہیئے کہ اگر دیندار لوگ حق

Marfat.com

پر نہ ہوتے تو دین بیزار ان سے کیوں نفرت کرتے ہیں۔ اس کشمکش سے حق کی تمیز ہوتی ہے۔ ایک عربی شاعر نے کہا ہے۔

لقد زادنی حبًّا الی نفسی — اننی بغیض الی کل امرئ غیر طائل

ترجمہ :- مجھے اپنے سے اس دن سے محبت بڑھ گئی ہے
جبکہ میں نے دیکھا کہ بیکار لوگ مجھے ناپسند کرتے ہیں۔

فضائل تعمیر

مسجد کے بلند مقاصد کی وجہ سے تعمیر مسجد اسلام میں ایک مقدس فریضہ اور عظیم کار خیر قرار پایا ہے۔ صحیح بخاری شریف میں مسجد کی تعمیر کے فضائل میں مستقل ایک باب " من بنی مسجداً " کے نام سے موجود ہے۔ اس میں ایک حدیث یہ ہے کہ۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا کہ جس نے مسجد بنائی تو اللہ اس کے لئے ایسا ہی گھر جنت میں بنائے گا۔ (بخاری صحیح ۶۴/۱) جب حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے مسجد کو بہت شاندار طریقہ پر بنایا تو بعض اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس پر اعتراض کیا تو آپ نے اسی حدیث سے استدلال کیا۔ کہ میں اسی جیسا شاندار گھر جنت میں لینا چاہتا ہوں۔

تعمیر مسجد کی اہمیت اس سے زائد کیا ہو گی کہ اسلام کی سب سے پہلی مسجد کی تعمیر میں خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عملی طور پر شرکت فرمائی۔ اینٹ پتھر ڈھوئے اور اس میں بڑی مسرت

Marfat.com

محسوس کی۔

وفاء الوفاء میں ہے۔

وطفق رسول اللّٰہ صلی اللہ علیہ وسلم ینقل معھم اللبن فی ثیابہ وھو یقول و ینقل اللبن اللھم ان الاجر اجر الاخرۃ فارحم الانصار والمھاجرۃ۔ (وفاء الوفاء ص ۳۲۸ ج ۱)	اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم انکے ساتھ اپنے کپڑوں میں بھر بھر کر اینٹیں ڈھونے لگے اور اینٹیں اٹھاتے وقت فرماتے تھے۔ اے اللّٰہ بے شک بدلہ تو آخرت ہی کا ہے تو انصار اور مہاجرین پر رحم فرما۔

ابن شہاب نے کہا کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک مسلمان کا شعر پڑھا اور ہمیں کوئی حدیث ایسی معلوم نہ ہوئی کہ آپ نے اس کے علاوہ کسی پورے شعر سے استشہاد کیا ہو۔

ابن ابی شیبہ نے روائیت کی کہ اس موقع پر عبد اللّٰہ بن رواحہ یہ شعر پڑھتے تھے کہ

افلح من یعالج المساجد

کامیاب ہوا وہ جس نے اپنے ہاتھ پیروں سے مسجد کی خدمت کی۔

تو حضور صلی اللّٰہ علیہ وسلم بھی ہر مصرعہ کے آخری لفظ میں انکی آواز سے آواز ملاتے۔ اسں جوش و خروش سے اسلام کی پہلی مسجد

Marfat.com

تعمیر ہوئی اس واقعہ سے بخوبی معلوم ہوتا ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے قوم کے لیڈروں کے لئے کیا کردار چھوڑا ہے آج مسلمان غیروں کے کردار سے مثالیں پیش کرتے ہیں حالانکہ انھیں معلوم ہونا چاہیے کہ یہ تواضع اور محنت کشی آپ کے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ کے لئے میراث چھوڑی ہے جس پر دوسروں نے قبضہ جما لیا ہے اور آج آپ ان سے بھیک مانگ رہے ہیں۔

سنگ بنیاد

مقدم اور محترم شخصیتوں سے سنگ بنیاد رکھلانے کی رسم خود حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد مبارک ہی سے شروع ہو چکی تھی۔ چنانچہ بیہقی نے "دلائل" میں حضرت سفینہ سے روائیت کی ہے اور وہ حضور اکرم صلی اللہ سے روایت کرتے ہیں۔

لما بنی النبی صلی اللہ علیہ وسلم المسجد وضع حجرا ثم قال لیضع ابو بکر حجرا الی جنب حجری۔ ثم لیضع عمر حجرہ الی جنب حجر ابی بکر۔

(وفاء الوفاء صـ۳۳۳ ج ۱)

جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے مسجد بنانے کا ارادہ فرمایا۔ تو ایک پتھر نصب کیا اور فرمایا کہ ابو بکر اپنا پتھر میرے پتھر کے پہلو میں رکھیں پھر عمر اپنا پتھر ابو بکر کے پتھر کے پہلو میں رکھیں۔

بعض روایات میں حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کا ذکر بھی ملتا ہے

Marfat.com

بہرحال یہ سنگ بنیاد رکھنے کی ابتداء تھی۔ اس موقع پر مال و دولت اور شہرت عزت کے لحاظ سے ان حضرات سے بڑھ کر لوگ موجود تھے۔ مگر آپ نے اس کام کے لئے سب سے زائد پرہیزگار لوگوں کو منتخب فرما کر بتا دیا کہ اس کام کے اہل کون ہیں؟

ایک سبق آموز واقعہ

آجکل بعض کمیونسٹ ممالک کے سربراہ عوام کے ساتھ نمائشی طور پر کام میں شریک ہوتے ہیں اور پھر پروپیگنڈا مشروس سے اس چیز کا تذکرہ ہوتا ہے۔ مگر حضور صلی اللہ علیہ وسلم ریاکار اور نمائشی لیڈر نہ تھے بلکہ وہ تو خدا کے سچے نبی اور رسول تھے۔ انھوں نے تعمیر میں شرکت نمائشی طور پر نہ کی بلکہ باقاعدہ ایک مزدور کی طرح کام کیا۔

چنانچہ ایک روایت میں ہے۔

خرج رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ومعہ حجر فلقیہ اسید بن حضیر فقال یا رسول اللہ اعطہ فقال اذھب فاحتمل غیرہ فلست بافقر الیہ منی۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نکلے اور ان کے پاس ایک پتھر تھا تو راستہ میں آپ کو اسید بن حضیر ملے اور عرض کی کہ یہ مجھے دیدیجئے آپ نے فرمایا جاؤ تم اس کے مجھ سے زیادہ محتاج نہیں ہو۔

(وفاء الوفاء ص ۳۳۳/۱)

ہم نے بڑے لوگوں کے فوٹو دیکھے جب وہ شجر کاری کی مہم

Marfat.com

یا اور اسی جیسے کام کا افتتاح کرتے ہیں تو وہ منظر دیا کاری دیکھنے کے لائق ہوتا ہے۔

مسجد کی عمارتی خصوصیات

یہ بات بالکل واضح ہے کہ ابتداءِ اسلام کی مسجد کی حیثیت عمارتی لحاظ سے جو کچھ ہو سکتی ہے وہ تھی مگر اس میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد مبارک میں ترمیمات کا سلسلہ جاری رہا۔ مثلاً پہلے چھت نہ تھی چھت ڈالی گئی۔ منبر نہ تھا منبر بنوایا گیا۔ وغیرہ۔

پھر خلافت راشدہ میں مختلف تعمیراتی تبدیلیاں روبہ عمل آئیں ہم ان کا مختصر تذکرہ کرتے ہیں۔

منبر

منبر بنائے جانے کے قبل آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کھجور کے ایک خشک تنے سے ٹیک لگا کر خطبہ ارشاد فرماتے تھے۔ صحیح بخاری میں ابن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کھجور کے ایک تنے سے ٹیک لگا کر خطبہ ارشاد فرماتے تھے۔ جب منبر بن گیا تو آپ نے اسے چھوڑ دیا تو وہ کھجور کا خشک تنا رونے لگا۔ پھر آپ نے اس پر ہاتھ پھیرا تو وہ پرسکون ہوا۔

اس تنے کا رونا حقیقۃً تھا۔ اس کے رونے کی آواز صحابہ رضی اللہ عنہ نے خود سنی۔ یہ آپ کا معجزہ تھا۔ پھر اس تنے کو منبر شریف کے قریب دفن کر دیا گیا۔ جب مسجد شریف تعمیر کے لئے شہید کی گئی

Marfat.com

تو وہ حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ نے لے لیا اور ان کے پاس رہا حتیٰ کہ اسے دیمک نے کھالیا واللہ اعلم (وفاء الوفاء صہ ۳۹۰ ج ۱)

جابر بن عبداللہ سے مروی ہے کہ ایک عورت حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئی اور عرض کی کہ میرا ایک بیٹا بڑھئی ہے اگر آپ چاہیں تو میں آپ کے لئے کوئی چیز بنوا دوں جس پر آپ تشریف رکھیں۔ تو آپ نے فرمایا کہ اگر چاہو تو منبر بنوادو۔ (بخاری صہ ۲۸۱ ج ۱)

منبر کے لغوی معنیٰ

یہ لفظ "نبر" سے بنا ہے جس کے معنی بلندی کے ہیں۔ یہ اسم آلہ ہے اگرچہ قیاساً اسکو ظرف کا صیغہ ہونا چاہیئے تھا مگر آلات سے مشابہت کی بنا پر اس کے میم کو کسرہ دیا ہے۔

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اسکی پہلی سیڑھی پر تشریف رکھتے تھے مگر خطباء اب ادباً دوسری سیڑھی پر بیٹھتے ہیں۔ آپ کا منبر شریف تین یا چار سیڑھیوں کا تھا۔ اسے آپ نے خود اپنے دست اقدس سے اس جگہ رکھا تھا جہاں کہ اب ہے۔

ایک عجیب واقعہ

واقدی نے اپنی تاریخ میں لکھا ہے کہ ۵۰ھ میں امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے منبر شریف کو دمشق منتقل کرنا چاہا اور اس کو تھوڑی سی حرکت دی تو سورج گرہن ہو گیا اور عجیب مصیبت کا سماں بندھ گیا۔ پھر حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے منع کیا۔ پھر عبدالملک نے ارادہ

Marfat.com

کیا تو بھی ایسا ہی واقعہ رونما ہوا تو حضرت قبیصہ رضی اللہ عنہ کے منع کرنے سے چھوڑ دیا۔

ابن نجار نے بیان کیا ہے کہ مروان نے اسی منبر میں چھ سیڑھیاں مزید بڑھا دیں۔ پھر اس کے بعد کمی بیشی نہ ہوئی پھر ۱۶۱ھ میں مہدی نے ارادہ کیا کہ اس کو پہلی حالت پر لوٹا دے تو حضرت مالک ابن انس رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ ایسا نہ کرو کہ اس طرح خطرہ ہے کہ یہ بالکل ہی ختم نہ ہو جائے۔

چنانچہ وہ باز آگیا۔ اور پھر اس کے بعد آتشزنی کی واردات میں یہ منبر جل گیا اور اس میں بہت تفصیل ہے جسکا بیان اسوقت مناسب نہیں۔

مسجد نبوی شریف میں خیر القرون میں بہت تبدیلیاں ہوئیں جو اپنی پوری تفصیلات کے ساتھ علامہ نورالدین علی ابن احمد سمہودی (المتوفی ۹۱۱ھ) نے نہایت اعلیٰ درجہ کی تحقیق سے اپنی کتاب میں درج کی ہیں۔

(باقی آئندہ انشاءاللہ)

اگر آپ آخرت میں اجر عظیم کے طلبگار ہیں

تو نمازی بن جائیے!

Marfat.com

(دادا رکا)

مزدور کو

سوشلزم کا فریب

قسط نمبر ۱

جب انسان اقتدار کا لالچی بن جاتا ہے تو وہ اس کے حصول کے لئے نت نئے راستے تلاش کرتا ہے۔ ان راہوں میں ایک آسان ترین راہ "مزدور کا سیاسی استحصال" ہے یہ ایک فطری چیز ہے کہ ہر انسان روٹی کپڑا اور مکان چاہتا ہے۔ اور اس بارے میں عام طور پر حریص واقع ہوا ہے۔ خواہ وہ کسی مذہب سے تعلق رکھتا ہو اور کسی بھی ملک میں رہتا ہو اس لئے کچھ سیاست دان مزدور کو ان چیزوں کا فریب دے کر اپنی لیڈری چمکاتے ہیں۔ اس کا سب سے بڑا ثبوت یہ ہے کہ عام طور پر یہ لوگ خود سرمایہ دار ہوتے ہیں بلکہ بالعموم سیاست کے کئی موڑ دیکھ چکے ہوتے ہیں۔ اور جب ہر طرح شکست کھا چکتے ہیں تب یہ راہ اختیار کرتے ہیں۔ غریب کسانوں اور مزدوروں کو اپنی سیاسی قربان گاہ کی بھینٹ چڑھاتے ہیں۔ اور اس طرح مزدور اس ظالم نظام کے شکنجہ میں پھنس کر درد و کرب سے چیختا چلاتا ہے، مگر کوئی سننے والا نہیں اس نظام کے آنے سے مندرجہ ذیل صورت حال پیدا ہوتی ہے،

۱:۔ کارخانے کو نجی مالکوں سے تولے لیا جاتا ہے مگر حکومت

Marfat.com

کے کارندوں کو دے دیا جاتا ہے۔ اب یہاں بھی افسر شاہی اور نوکر شاہی کا نظام چھا جاتا ہے۔ مزدور کو کام کے بجائے بڑے صاحب بہادر کی خوشامد کے لئے زائد وقت دینا ہوتا ہے۔ اقربا نوازی رشوت اور تمام دفتری نظام شروع ہو جاتا ہے۔ پہلے نجی مالکوں سے بات تو کر سکتے تھے مگر اب حکومت کے سامنے کون زبان کھولے۔

۲:۔ مزدور ہڑتال نہیں کر سکتا۔ یہ سوچنا کہ ہڑتال کی ضرورت ہی نہ رہے گی سراسر خوش فہمی ہے۔

۳:۔ اگر ایک کارخانے کے عملے سے کچھ ان بن ہو جائے تو پھر کہیں نوکری نہیں مل سکتی کیونکہ اب پورے ملک میں ایک کارخانہ دار ہوگا اور وہ ہے حکومت۔

۴:۔ جو مزدوری حکومت مقرر کر دے آپ کو خاموشی سے لینا ہوگی

۵:۔ ظاہر ہے کہ یہ نظام کوئی امرت دھارا نہیں کہ اسے نگلتے ہی زمین پر کوٹھیاں اگنے لگیں گی۔ اور ہر مزدور کو ایک ملے گی۔ مسافروں کی طرح رہنے کے لئے بیرکیں بنائی جائیں گی۔ روس اور چین میں بیرکیں غسلخانے تک مشترک ہیں جہاں لمبی قطار لگانی پڑتی ہے۔ اسکی وجہ یہ ہے کہ اس ظالم راج کے قیام کے بعد حکومت اپنے وسائل و ذرائع جنگی جنون پر صرف کرتی ہے اور ہمہ وقت مہلک ہتھیاروں کی تیاری میں صرف کرتی ہے اور اپنے مزدوروں میں ہر وقت لڑنے مرنے کی تبلیغ جاری رکھتی ہے۔ اس طرح لوگ ہر وقت جنگی جنون میں رہتے ہیں اور اپنے

Marfat.com

لیڈروں کے محاسبہ کا وقت ہی نہیں ملتا۔

رہائشی پریشانی کا حال یہ ہے کہ روسی اعداد و شمار کے مطابق ۱۹۱۳ء میں انقلاب سے قبل روس میں فی کس شہری مکان کی جگہ ۲۰۷ مربع میٹر تھی اور اب تک روس میں جو رہائشی جگہ ہے وہ ایک قبر کی جگہ سے صرف دو گنا زائد ہے۔ چنانچہ ۱۹۶۱ء میں روس کے وزیراعظم خروشیف نے مان لیا کہ "رہائش کی جگہ کی قلت کا مسئلہ آج بھی شدید شکل میں موجود ہے۔" اور چین کا تو کچھ کہنا ہی نہیں۔ غلاظت بھرے متعفن کوچوں میں رہتے ہیں۔

۶:- روس اور چین اچھے خاصے سرمایہ دار ملک ہیں بہرحال پاکستان کے مقابل تو کئی گنا زائد سرمایہ دار ہیں، لیکن ہم وثوق سے کہہ سکتے ہیں کہ ایک چینی مزدور ہر لحاظ سے پاکستانی مزدور کی موجودہ حالت سے بھی بدتر حالت میں زندگی گزار رہا ہے۔

۷:- ثقافتی انقلاب کے نام پر بجائے آٹھ کے بارہ گھنٹے کام لے کر بہت معمولی اجرت دی جاتی ہے اور اس سے کہا جاتا ہے معمولی کھاؤ اور موٹا جھوٹا پہنو تاکہ تمہاری آئندہ نسلیں مزے کریں۔

چین میں مزدوروں کی جنت کی حقیقت اگر معلوم کرنا ہو تو اس کا اندازہ اس طرح لگائیے کہ لیوشاؤچی مزدوروں پر ظلم کا حامی نہیں تھا اور ماؤزے تنگ سے شدید اختلاف رکھتا تھا اس کو فوجی طاقت کے ذریعے غائب کر دیا گیا۔ اور گیارہ سال تک حکمران کمیونسٹ پارٹی

Marfat.com

کا اجلاس تک نہیں بلایا گیا۔ کیونکہ پارٹی کی اکثریت حکمران کمیونسٹ پارٹی کی مزدور دشمن پالیسی کے مخالف تھی۔ اس گیارہ سال کے عرصہ میں، کمیونسٹ پارٹی کے آدھے سے زیادہ مستقل ممبر اور ایک تہائی سے زائد غیر مستقل ممبر پارٹی سے نکال دیئے گئے۔ اور ان کی جگہ فوجی افسر آ گئے۔

آخر گیارہ سال بعد یہ اجلاس کیوں ہوا؟ اب موجودہ بادشاہ سلامت نے لیوشاؤچی کے غائب کرنے کے صلہ میں لن پیاؤ کو اپنا ولی عہد مقرر کیا ہے۔ عوام سے کسی آدمی کو نہیں لیا گیا۔ اگر یہ بادشاہت اور آمریت نہیں تو پھر اسکی تعریف کیا ہوگی۔

(باقی آئندہ انشاءاللہ)

سوشلزم ـــــــ اسلام کا دشمن ہے!

سوشلزم ـــــــ اخلاق کا دشمن ہے!

سوشلزم ـــــــ انسانیت کا دشمن ہے!

سوشلزم ـــــــ شیطان کی عظیم خواہش ہے!!

Marfat.com

قسط نمبر ۳ (ادارہ)

کلیلہ ودمنہ

بچوں کے لئے

کہتے ہیں کہ ایک بندر نے دیکھا کہ ایک بڑھئی ایک بہت بڑی لکڑی کو آری سے چیر رہا ہے۔ اور اس نے اس لکڑی میں دو کیلیں پھنسا رکھی ہیں۔ بندر کو یہ منظر بہت پسند آیا۔ اور موقعہ کی فکر میں ہو گیا۔ جب بڑھئی دوپہر کا کھانا کھانے چلا گیا تو بندر درخت سے اترا اور اس لکڑی پر اس طرح بیٹھ گیا کہ دم لکڑی کے دونوں حصوں کے درمیان لٹکتی رہی۔ اب اس نے آری چلانا شروع کی۔ لکڑی تو بالکل نہ کٹی البتہ وہ دو کیلیں اپنی جگہ سے ہٹ گئیں جو لکڑی کے دونوں ٹکڑوں کو آپس میں مل جانے سے روکے ہوئے تھیں۔ بندر کی دم لکڑی میں پھنس گئی اور وہ تڑپنے لگا مگر تمام کوششیں رائیگاں گئیں۔

اتنے میں بڑھئی آ گیا اور اس نے دیکھتے ہی بندر پہ لاٹھیاں برسانا شروع کر دیں۔ اور اس طرح بندر نے اس کام کی سزا پائی جو اس کے بس کا نہ تھا۔

کلیلہ نے دمنہ کو یہ حکایت اس لئے سنائی تھی تا کہ وہ سمجھ

Marfat.com

سکے کہ ہر شخص کو اپنی بساط کے مطابق کام کرنا چاہیئے اور جس کام سے واقفیت نہ ہو اس میں دخل دینا پریشانیوں کا باعث بن جاتا ہے۔

دمنہ نے کہا: اے کلیلہ میں نے تیری بات سن لی۔ مگر یہ کب ضروری ہے کہ جو بادشاہوں کی صحبت کا طلبگار ہو وہ اس کو پا بھی لے۔ بہرحال بادشاہ کا قرب صرف پیٹ کی خاطر تو اختیار نہیں کیا جاتا، بلکہ اس کی اصل وجہ یہ ہے کہ بادشاہ سے جس شخص کو قرب حاصل ہو جاتا ہے اس سے اس کے دوست خوش ہوتے ہیں اور دشمن حسد کی آگ میں جلتے ہیں۔ کچھ لوگ مروۃ سے خالی ہوتے ہیں اور یہ لوگ پست ہمت ہوتے ہیں ایسے لوگ تھوڑی اور حقیر چیز پر راضی ہو جاتے ہیں۔ لیکن صاحبان مروۃ اور اصحاب فضیلت جب تک اپنے شایانِ شان چیز حاصل نہیں کر لیتے راضی نہیں ہوتے۔ جیسے شیر جو خرگوش کا شکار کرتا ہے، لیکن جب ہرن دیکھتا ہے تو اسے چھوڑ دیتا ہے۔ اور ہرن کا پیچھا کرتا ہے۔ کتے کو دیکھو کہ اگر تم روٹی کا ایک ٹکڑا اس کو ڈال دو تو وہ دم ہلا کر اسے قبول کرے گا اور جب ہاتھی کے پاس اس کا کھانا لایا جاتا ہے تو وہ اس کو اس وقت تک نہیں کھاتا جب تک کہ اس کے منہ پر ہاتھ نہ پھیرا جائے اور اسے چمکارا نہ جائے۔

خلاصہ یہ کہ جو شخص صرف اپنے ہی پیٹ کے لئے کوشش کرتا ہے اور اسکو اپنی منزل مقصود سمجھتا ہے تو وہ کتے اور بلی کی طرح ہے۔

کلیلہ نے کہا: اے دمنہ! میں نے تیری بات سن لی اب ذرا

Marfat.com

تو اپنی عقل سے کام لے اور میری بات غور سے سن!

ہر شخص کا ایک مقام ہے۔ جب وہ اس مقام پر ہو تو اسے چاہیئے قناعت سے کام لے۔

دمنہ نے کہا۔ ہر منزل سے اوپر ایک منزل ہے اور انسان کا عزم ہی اس کو منزل بہ منزل ترقی کی راہ پر لگاتا ہے اور جس شخص میں عزم دمردۃ نہ ہو وہ اوپر والی منزل سے روز بروز نیچے گرتا جاتا ہے۔ نچلی منزل سے اوپر کی طرف جانا مشکل ہے۔ جبکہ اوپر سے نیچے کی طرف آنا بہت آسان ہے۔ جیسے بھاری پتھر کہ اس کا بلندی پر پہنچانا مشکل ہے۔ مگر اس کا اوپر سے نیچے آنا آسان ہے۔

اب ہم دونوں بھائیوں کو چاہیئے کہ بلند مراتب حاصل کریں اور اس میں عزم سے کام لیں۔

کلیلہ نے کہا:۔ اب تمہاری رائے بادشاہ کی مصاحبت کے بارے میں کیا ہے۔؟

(باقی آئندہ)

بچوں کا ذہن، اسلامی بنائیے!

اسی میں آپ کی نجات ہے!!

Marfat.com

مرکزی جماعت اہلسنت کے

خوشنما کیلنڈر

کیلنڈر!

آپ کے مکان، دوکان، اور دفتر کی ایک اہم ضرورت ہے۔
یہ خوشنما اور مفید تر ہونا چاہیئے۔

جماعت نے

آپ کے لئے ایسی ہی کیلنڈر تیار کرائے ہیں جس سے آپ شمسی اور قمری دونوں تاریخیں، مہینہ اور دن معلوم کرنے کے علاوہ اس پر لکھی ہوئی قرآنی آیت سے برکت بھی حاصل کر سکتے ہیں۔ ٹین کی عمدہ چادر استعمال کی گئی ہے، رنگ اور تحریر نہایت دیدہ زیب ہے۔
قیمت ۳ روپے۔

۱:- مرکزی دفتر دارالعلوم امجدیہ عالمگیر روڈ کراچی ۵

۲:- بحرالعلوم مخزن عربیہ عقب جامع کلاتھ مارکیٹ بندر روڈ سے حاصل کئے جا سکتے ہیں۔

Marfat.com

مرکزی جماعت اہلسنت کے

خوشنما کیلنڈر

کیلنڈر!

آپ کے مکان، دوکان، اور دفتر کی ایک اہم ضرورت ہے۔
یہ خوشنما اور مفید تر ہونا چاہیئے۔

جماعت نے

آپ کے لئے ایسی ہی کیلنڈر تیار کرائے ہیں جس سے آپ شمسی اور قمری دونوں تاریخیں، مہینہ اور دن معلوم کرنے کے علاوہ اس پر لکھی ہوئی قرآنی آیت سے برکت بھی حاصل کر سکتے ہیں۔ ٹین کی عمدہ چادر استعمال کی گئی ہے، رنگ اور تحریر نہایت دیدہ زیب ہے۔
قیمت ۳ روپے۔

۱:- مرکزی دفتر دارالعلوم امجدیہ عالمگیر روڈ کراچی ۵

۲:- بحرالعلوم مخزن عربیہ عقب جامع کلاتھ مارکیٹ بندر روڈ سے حاصل کئے جا سکتے ہیں۔

Marfat.com

ومن یطع اللہ ورسولہ فقد فاز فوزاً عظیماً

اور جو اللہ اور اس کے رسول کی فرمانبرداری کرے اس نے بڑی کامیابی پائی

ترجمانِ اہلسنت

شعبہ نشر و اشاعت مرکزی جماعت اہلسنت (رجسٹرڈ) پاکستان

Marfat.com